TOWHEED FIL IBADAT IN THE LIGHT OF MALFOOZATI ADAB REASERCH STUDY

توحید فی العبادات ملفوظاتی ادب کی روشنی میں (تحقیقی مطالعہ)

Suriya Bano, Research Scholar, Dept. of Islamic Studies, Govt. College Universty, Faisalabad. suriyabanopk@gmail.com , https://orcid.org/0000-0002-7986-8456
Sher Ali, Associate Professor, Dept. of Islamic Studies, Govt. College Universty, Faisalabad. drsherali@gcuf.edu.pk , https://orcid.org/0000-0001-8607-8869

ABSTRACT:
Just like Sehabas, Tabeen and Taba Tabeen the lives of Sufies are very important as a model for the Muslims. Many biographies of these Sufies have been written. These biographies provide us great details of miracles occurred by the Sufies. It is the need of the hour that their teachings must be highlighted, so the people can follow them. In this paper discussions of Towheed especially Towheed fil Ibadat are given in the light of Malfuzat.

KEYWORDS: *Sufies, Biographies, Miracles, Teachings, Towheed fil Ibadat, Malfuzat.*

تعارف موضوع:

یہ اسلام کا اعجاز ہے کہ اسے جہاں کہیں خارجی طور پر کوئی دھچکہ لگا تو ٹھیک اسی وقت خود اس کے اپنے بطن سے ایک ایسی قوت نے جنم لیا جس نے اسے دوبارہ پہلے سے بھی زیادہ آب و تاب بخش دی۔ اسلام کے اخلاقی ، روحانی، معاشی، معاشرتی اور سیاسی نظام کو تقویت دینے کے لیے فقرا کی ایک ایسی بے سروسامان جماعت اُٹھی جس نے صفا کی چوٹی سے بلند ہونے والی آواز حق کی گونج کو نسیم صبا بن کر چمنستان دہر کے کونے کونے میں پھیلا دیا اور توحید خداوندی کی داستانیں رقم کر دیں۔ ان خدامست درویشوں نے صرف وعظ و نصیحت پر اکتفا نہیں کیا بلکہ انہوں نے اپنے عشق کے اصول و فروع مرتب کرنے میں انتہا کی محنت اور ژرف نگاہی سے کام لیا۔ تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ صوفیا کرام کی تصانیف و تالیفات کا سلسلہ دوسری صدی ہجری سے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ ہر دور میں تصوف کے موضوعات پر کتابیں تصنیف کی گئیں، انہی تصانیف کی ایک کڑی صوفیا کے ملفوظات ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ٥ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ''[1] (ہم کو سیدھے راستے پر چلا، راستہ ان کا جس پر تو نے انعام کیا۔)

انہیں انعام یافتگان کی قیل و قال ، بات چیت، گفتگو، بیانات، خطبات، پند و نصائح ، کلمات مبارک کو ملفوظات طیبات کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ ملفوظات دراصل وسیع علمی سرمایہ کے حامل ہوتے ہیں یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ ایک ملفوظاتی مجموعہ سے تو ہم تاریخ کی کتاب اخذ کر سکتے ہیں لیکن تاریخ کی کسی کتاب سے وہ معلومات اخذ نہیں کی جا سکتی جو کہ کسی ملفوظاتی مجموعہ کے اندر موجود ہوتی ہیں ملفوظات کے ساتھ ساتھ مباحث قرآنی، مباحث حدیث، مباحث فقہ، مباحث تصوف، اصطلاحات تصوف اور مباحث عقائد موجود ہوتے ہیں۔

جہاں تک مباحث عقائد کا تعلق ہے تو صوفیائے کرام نے عقیدہ توحید پر بڑی عمیق اور عالمانہ بحث کی ہے۔ چونکہ کوئی بھی ملفوظاتی مجموعہ عقائد پر مبنی کتاب نہیں ہوتا لہٰذا ان کو ہو بہو سمجھنا اور بیان کرنا ایک عام انسان کے لیے آسان نہیں یہ کام ایک محقق ہی کر سکتا ہے۔ ملفوظات

کے اندر تمام تر مباحث توحید موجود ہیں۔ لیکن طوالت کے پیش نظر تخصیص کرتے ہوئے مقالہ ہذا میں صرف توحید فی العبادات کے مباحث پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

توحید فی العبادات__ معنی و مفہوم:

یہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا خصوصی استحقاق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔امام طحاوی فرماتے ہیں: ''ان اللہ تعالیٰ واحد لا شریك لا الہ ولا شیء مثلہ ولا شیء یعجزہ ولا الہ غیرہ''(۲) (یقیناً اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں کائنات کی کوئی بھی چیز اس کی جیسی نہیں اور نہ ہی کوئی چیز اس کو عاجز کر سکتی ہے۔اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔) قرآن کریم میں ہے: ''اللہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ''(۳) (اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔) عبادت میں توحید کی حقیقت متعین کرنے کے لیے ضروری ہے کہ سب سے پہلے عبادت کے حقیقی مفہوم کو سمجھا جائے۔ مفہوم عبادت اور تصور عبادت سمجھنے میں بعض لوگوں نے سخت ٹھوکر کھائی ہے۔ بہت سے دوسرے تصورات کو عبادت کے ساتھ گڈ مڈ اور خلط ملط کر دیا گیا ہے اور بعض ظاہری ممانعت رکھنے والی چیزوں کی بنیاد پر بہت سی ایسی چیزوں کو عبادت سمجھ لیا گیا ہے جو در حقیقت عبادت نہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر کسی چیز کا تصور ہی غلط مراد لے لیا جائے تو پھر اس سے حاصل کردہ نتائج بھی درست ثابت نہیں ہوتے۔لہٰذا ضروری ہے کہ اس کے صحیح تصور کو سمجھا جائے۔

عبادت ایک ایسا فعل ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے صرف اور صرف اپنی غایت تعظیم کے لیے مقرر فرمایا ہے۔ بندے کی طرف سے انتہا درجے کی تعظیم جو اللہ تعالیٰ کے لیے ہو سکتی ہے وہ صرف عبادت کی صورت میں ہی ممکن ہے۔ مخلوق میں سے کوئی بھی تعظیم کی اس حد کو نہیں پہنچ سکتا۔ یہ چیز اس امر کی متقاضی ہے کہ صرف اسی کی ہی عبادت کی جائے۔ قرآن کریم میں ہے: ''اعْبُدُوا اللہَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَيْرُہٗ''(۴) (اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔)

عبادت کی تمام اقسام صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلہِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o لَا شَرِيْكَ لَہٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ''(۵) ((یہ بھی) کہہ دو کہ میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا سب خدائے رب العالمین ہی کے لیے ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی بات کا حکم ملا ہے اور میں سب سے اول فرمانبردار ہوں۔) اسی بات کو پیر سید مہر علی شاہ اپنے ملفوظات میں اس طرح بیان فرماتے ہیں: ''عبادت یعنی نہایت درجہ کا تذلل و فروتنی عابد کی بمقابلہ اعلیٰ درجہ کی عظمت معبود کے۔ نماز، روزہ، حج، جہاد ذکر وغیرہ طاعات منجملہ عبادت ہیں۔ عبودۃ یعنی بندہ ہونا اپنے مولیٰ کا۔ رضا بلا خصومت، صبر بلا شکایت، یقین بلا شبہ، شہود بلا غیبت، توجہ و اقبال بلا رجعت، ایصال بلا قطعیت منجملہ اقسامِ عبودیت ہیں۔ عبادت کی اقسام عشرہ، صلوٰۃ، زکوٰۃ، صوم، حج، قرأت قرآن، ذکر الٰہی ہر حال میں، طلب حلال، مسلمانوں کے حقوق ادا کرنا ایسا ہی حقوق صحبت بھی امر بالمعروف و نہی منکر، اتباع سنت۔''(۶)

چونکہ یہ حق تمام حقوق سے پہلے اور سب سے اولیٰ ہے اور دین کے تمام احکام کی جڑ اور بنیاد ہے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ مکہ کی تیرہ سالہ زندگی میں لوگوں کو اسی حق کے قائم کرنے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کے شریک ہونے کی نفی کرنے کی دعوت دیتے رہے اور یہی دعوت اولیاء

کرامؒ نے دی اور اپنی زندگیاں اسی کی تبلیغ میں صرف کر دی۔ مثلاً حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ اپنے ملفوظات میں مجلس اول کے اندر ہی ایمان کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ''عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خداﷺ نے فرمایا کہ ایمان ننگا ہے اور اس کا لباس کلمہ طیبہ ہے اور اس کا سرہانہ فقر ہے اور اس کی دوا علم ہے اور اس بات کی شہادت لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ پر ایمان ہے اور آپ نے کہا اے مسلمانو! ایمان کم و بیش نہیں ہو سکتا اور جو شخص انکار کرتا ہے وہ اپنے آپ پر ظلم کرتا ہے۔ پھر فرمایا کہ رسول اللہ کے لیے حکم آیا کہ جاؤ کافروں سے جنگ کرو اس وقت تک کہ کہیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اور محمدﷺ اللہ کے رسول ہیں) رسول خدا نے کافروں سے جنگ کی انہوں نے گواہی دی کہ خدا ایک ہے۔ پھر نماز کا حکم ہوا۔ انہوں نے قبول کیا۔ پھر روزہ، حج اور زکوٰۃ کا حکم ہوا یہ بھی انہوں نے قبول کیے اور خدائے بزرگ و برتر پر ایمان لائے۔ پھر فرمایا کہ یہ سب باتیں ایمان کا بار بار یاد اور تازہ کرنا ہے۔''[۷]

دراصل توحید عبادت کا مطلب ہی یہ ہے کہ بندے کی ہر قسم کی عبادتوں کا صرف اللہ تعالیٰ کو مطلوب و مقصود قرار دیا جائے۔ جیسا کہ کلمہ ''لاالہ الااللہ'' کا مدلول اور مفاد ہے یہ کلمہ ہر قسم کی عبادت کو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ثابت کرتا ہے اور غیر اللہ سے اس کی نفی کرتا ہے۔ اسی لیے جب رسول اللہﷺ نے مشرکوں کو یہ کلمہ پڑھنے کے لیے کہا تو انہوں نے انکار کیا اور کہنے لگے: ''اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ''[۸] (کیا اس (نبی) نے سب معبودوں کو ایک کر دیا! یہ تو بڑی انوکھی بات ہے۔) کیونکہ وہ جانتے تھے کہ جس نے یہ کلمہ پڑھ لیا۔ اس نے اللہ کے ماسوا چیز کی عبادت کے باطل ہونے کا اعتراف کیا اور تنہا اللہ تعالیٰ کے لیے عبادت کا اثبات کیا۔ کیونکہ ''اِلہ'' کے معنی معبود کے ہیں اور عبادت نام ہے ان ظاہری اور باطنی اقوال و اعمال کا جن کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا اور ان سے راضی و خوش ہوتا ہے لہٰذا جس کسی نے یہ کلمہ طیبہ پڑھنے کے باوجود بھی غیر اللہ کو پکارا اس نے اپنے ہی قول کی خلاف ورزی کی۔ آپؒ کے اس ملفوظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ عبادت کا حقیقی مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہے کیونکہ آپؒ لاالہ الااللہ کو اس ملفوظ کے اندر ایمان کی شہادت قرار دے رہے ہیں جس سے مراد ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

عبادت بندوں کے ذمے اللہ تعالیٰ کا حق ہے: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ''[۹] (اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کریں۔) عبادت اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر حق ہے۔ جیسا کہ نبی کریمﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ سے پوچھا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر کیا حق ہے؟ انہوں نے کہا میں نے جواب دیا اللہ اور اس کے رسولﷺ زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر حق یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا اللہ پر حق یہ ہے کہ جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائے اسے عذاب نہ دے۔''[۱۰]

اس قسم کی بہت سی آیات و احادیث ہیں جن میں واضح طور پر اس بات کا بیان ہے کہ اللہ کی عبادت اس کا اولین حق ہے یعنی ہر قسم کی عبادتوں کا صرف اللہ تعالیٰ کو مطلوب و مقصود قرار دیا جائے۔ جیسا کہ کلمہ لا اِلہ اللہ کا مدلول اور مفاد ہے۔ یہ کلمہ ہر قسم کی عبادت کو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ثابت کرتا ہے اور غیر اللہ سے اس کی نفی کرتا ہے۔ لطائف قدوسی میں ہے: ''ایک دفعہ ایک دیوانہ حضرت قطبی کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ کہ اگر خدا تعالیٰ جنت اور دوزخ کو نہ بناتا تو لوگ خدا کی عبادت نہ کرتے حضرت قطبی نے فرمایا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ کی ذات باصفات و کمالات عبادت کیے جانے کی مستحق ہے کیوں کہ وہ ہمارا الٰہ اور خالق ہے۔ اور ہم بندے ہیں۔ بندوں پر مولیٰ کی عبادت لازم ہے۔ بہشت خدا تعالیٰ کا فضل ہے اور

دوزخ اس کا عدل ہے۔ اگر وہ فضل کرے تو بہشت میں لے جائے اور عدل کرے تو دوزخ میں ڈال دے۔"(۱۱) یعنی اللہ کی عبادت اس لیے نہیں کی جاتی کہ وہ دوزخ میں نہ ڈالے اور جنت میں لے جائے بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ واحد ایسی صفات و کمالات کی مالک ہے کہ وہ عبادت کیے جانے کی مستحق ہے۔ ہم اس کی عبادت صرف اسی کی رضا کے لیے کرتے ہیں۔

آپؒ کے اس ملفوظ سے ایک طرف تو عبادت کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے اور دوسری طرف لوگوں کی اس غلط فہمی کا بھی ازالہ ہوتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اولیاء کرام صرف صالحین کی زیارت کو کافی سمجھتے ہیں بلکہ وہ اللہ کی رضا کے لیے اس کی عبادت کو مقدم جانتے ہیں۔ ان کے ملفوظات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اولیاء کی زیارت سے جو برکات حاصل ہوتی ہیں وہ الگ بات ہے لیکن اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ انسان کے ذمے جو عبادات فرض ہیں ان کو نظر انداز کر دیا جائے بلکہ ان کے بقول ایسا شخص اللہ سے دور ہو جاتا ہے کیونکہ عبادت انسان کے ذمے اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء اپنے ملفوظات میں توحید فی العبادات پر گفتگو کرتے ہوئے قرآن کریم کی آیات کا حوالہ دیتے ہیں: "میں نے جنوں اور انسانوں کو عبادت کے لیے ہی پیدا نہیں کیا اور ہم نے زمین اور آسمان اور جو کچھ ان کے مابین ہے صرف کھیل ہی نہیں بنایا بلکہ حق پر پیدا کیا ہے مگر ان میں بہت سے اس بات کو نہیں جانتے۔ قیامت کا دن ان کا وعدہ ہے وہ ایک ایسا دن ہے۔ جبکہ نہ کوئی کسی کو کسی قسم کی مدد دے سکے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ غالب اور رحم کرنے والا ہے بعد ازاں نعرہ مار کر اس طرح بے ہوش ہو کر گر پڑے کہ ہم نے سمجھا کہ شاید اب ٹھنڈے ہو گئے۔"(۱۲) اس ملفوظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپؒ نے اس آیت میں کس قدر غور و فکر کی کہ انسان کی تخلیق کا کیا مقصد ہے۔ اس کی تخلیق کا مقصد صرف اور صرف اس کی عبادت ہے۔ یہ زندگی کھیل تماشہ نہیں ہے بلکہ اس کا کوئی مقصد ہے کہ زندگی اللہ کی رضا کے لیے اس کی عبادت میں گزار دی جائے۔

سجدہ عبادت صرف اللہ رب العزت کے لیے مخصوص ہے:

سورہ حم السجدۃ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: "وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ"(۱۳) (اور رات اور دن اور سورج اور چاند اس کی نشانیوں میں سے ہیں۔ نہ سورج کو سجدہ کیا کرو اور نہ ہی چاند کو اور سجدہ صرف اللہ کے لیے کیا کرو۔ جس نے ان (سب) کو پیدا فرمایا ہے اگر تم اس کی بندگی کرتے ہو۔) اولیاء کرام نے اپنے ملفوظات کے اندر اسی بات کی تائید کی ہے کہ سجدہ صرف اللہ کو جائز ہے حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ اپنے ملفوظات کے اندر عورتوں کی فرماں برداری پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اے درویش اگر خدا کے سوا کسی کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو رسول اللہ ﷺ حکم فرماتے کہ عورتیں اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں۔(۱۴) حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کی اس بات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سجدہ اللہ کی ذات کے سوا کسی کو جائز نہیں۔ خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی سجدہ کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: "جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ کرتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے نعوذ باللہ منھا۔ گزشتہ امتوں میں والدین پیر استاد اور بادشاہ کو سجدہ مستحب تھا جب حضور ﷺ کا زمانہ آیا تو ہر قسم کا سجدہ موقوف ہو گیا۔ ایام بیض کے روزے پہلے فرائض میں داخل تھے مگر حضور ﷺ کے زمانے میں فرض نہ رہے اس طرح سجدہ کا استحباب جاتا رہا اور مباح رہ گیا۔"(۱۵) آپؒ کے اس ملفوظ سے ظاہر ہوتا ہے سجدہ اللہ کے علاوہ کسی کو جائز نہیں۔ اسی طرح حضرت مولانا خواجہ توکل شاہ انبالویؒ کے ملفوظات میں ہے کہ: "ایک روز کا ذکر ہے کہ ایک شخص نے خدمت والا میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ

حضور فلاں پیر کا مرید اس کو سجدہ کرتا ہے اور نماز ادھر ہی منہ کرکے پڑھتا ہے اور کہتا ہے کہ یہاں بھی وہی ذات ہے۔آپ نے فرمایا یہ بیچارہ مسکین کیا چیز ہے۔ سب سے بڑی شان رسول اللہ ﷺ کی ہے اور ان کی شان میں خداوندی تعالیٰ فرماتا ہے: عبدہ ورسولہ یعنی بندہ اس کا اور رسول اس کا اور رسول اللہ ﷺ کے طفیل اور قرب رسول ﷺ کی وجہ سے فقیر کو وصل ذات الٰہی کا ہوتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کا قرب کمال عبودیت تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ باوجود اس عظمت وشان کے عبدہ ورسول پکارے گئے تو اور کس کی طاقت ہے کہ خدائی کا دعویٰ کرے یا بندہ کو خدا سمجھے۔ یہ خطرہ نفس کا ہے۔ اس بے ادبی کی وجہ سے شاید اس پر کوئی وبال پڑے۔ چنانچہ تھوڑے ہی دنوں کے بعد پیر و مرید میں دشمنی ہو گئی اور مرید نے کہا کہ میری ان کی دوستی تھی۔ میں ان کا مرید نہ تھا بلکہ ایک اور کا تھا۔ پھر وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہی قصہ بیان کیا اور بعد میں اپنے اسی پیر کی خدمت شروع کر دی۔ آپؒ نے فرمایا! اپنے خیالی خدا سے جلدی پھر گئے؟ اس نے معذرت اور توبہ کی۔ پھر آپ نے اس کو نام خدا کی تلقین کی۔"(۱۲)

اس ملفوظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اولیاء کرام نے اپنے ملفوظات کے اندر صرف اور صرف اللہ کی عبادت کرنے اور اسی کو سجدہ کرنے کی تلقین کی ہے اور عبادت میں ہر قسم کی شرکت کو منع فرمایا ہے اور جو کوئی اس قسم کی شرکت کا دعویٰ دار ہو اس کو نفس کی خرابی اور ایمان کی کمزوری قرار دیا ہے۔ یہاں پر ایک بات قابلِ ذکر ہے کہ اولیاء کرام چونکہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے ہوتے ہیں۔قرآن میں ان کو اللہ کے دوست متقی پرہیزگار اور بابرکت قرار دیا گیا ہے لہٰذا اگر محبت سے اور عقیدت سے ان کے ہاتھ پاؤں چوم لیے جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں ہاں البتہ دل میں خیال عبادت کا نہ ہو بلکہ صرف احتراماً بھوسہ لینا جائز ہے کیونکہ اس حوالے سے بہت ساری احادیث موجود ہیں جن میں نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پاؤں چومے گئے اور آپ ﷺ نے منع نہ فرمایا۔ لیکن پھر بھی اولیاء کرام چونکہ اللہ کے پرہیزگار بندے ہیں لہٰذا انہوں نے اس ڈر سے کہ کہیں لوگ ہاتھ پاؤں چومنے کو خدانخواستہ سجدہ نہ سمجھ لیں، منع فرمایا۔ ملفوظات کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آئی کہ کچھ بزرگان نے ہاتھ، پاؤں چومنے سے منع نہیں فرمایا لیکن سجدے سے منع فرمایا اور اس سلسلے میں وہ احادیث کا حوالہ بھی پیش کرتے ہیں جن میں نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پاؤں چومنا اور قدمبوسی ثابت ہے۔ مثلاً خواجہ شمس الدین سیالویؒ کے ملفوظات میں اس طرح ہے کہ: "قدم بوسی کا موضوع چھڑا۔ سید محمد شاہ نے آکر آپ کی قدمبوسی کی۔ مولوی محمد جان نے اس کی طرف دیکھ کر کہا شریعت میں اس قسم کی قدمبوسی جائز نہیں۔ کیوں کہ یہ سجدے کے مشابہ ہے اور یہ سجدہ صرف ذاتِ حق کے لیے مخصوص ہے۔ ضمناً بندے نے عرض کیا کہ اس مسئلے کی تحقیق کیا ہے۔ فرمایا جب خدا نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو، تو جنہوں نے سجدہ کیا وہ سرفراز ہوئے اور جس نے انکار کیا وہ مردود ہوا۔ اسی طرح اولیائے کرام بھی انبیاء علیہ السلام کے قائم مقام ہوتے ہیں۔ حدیث شریف میں مذکور ہے کہ "الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ" لہٰذا اگر کوئی شخص اپنے پیر کو مظہر ذات حق سمجھ کر قدم بوسی کرے تو جائز ہے۔ بعد ازاں فرمایا: خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی خدمت میں ایک آدمی نے آکر سر زمین پر رکھا اور قدم بوسی کی۔ ایک عالم نے کہا یہ خلافِ شرع ہے۔ وہ آدمی خاموش رہا۔ عالم نے پھر اپنی بات دہرائی۔ خواجہ صاحب نے فرمایا پچھلی امتوں میں یہ طریقہ مستحسن تھا۔ چنانچہ تفسیر رؤفی میں مذکور ہے کہ رسولِ خدا کے زمانے میں آپ ﷺ کے ہاتھ پاؤں چومے گئے اور آپ ﷺ نے لوگوں کو منع نہ فرمایا۔ ترمذی کی روایت ہے" قال یھودی لصاحبہ اذھبنا الیٰ ھذا النبی فقال لہ صاحبہ لاتقل نبی انہ لوسمعک لکان لہ اربع رعین فاتیا رسول اللہ ﷺ فسالاہ عن تسع ریات بینات فقال لھم لا تشرکوا باللہ شیئاً قال فقبل یدیہ ورجلیہ وقالا شھد لنک نبی ﷺ۔" (ترمذی شریف) کیا ایک یہودی نے اپنے ساتھی کو کہ چل ساتھ میرے طرف اس نبی ﷺ کے۔ پس اس کے دوست نے اسے

کہا مت کہہ نبی۔ بے شک اگر وہ تیرے کہنے کو سنے گا۔ تو اس کی چار آنکھیں ہوں گی۔ پس رہے دونوں پیغمبرﷺ کے پاس پس انہوں نے نو روشن نشانیوں کے بارے دریافت کیا۔ پس آنحضرتﷺ نے فرمایا۔ اللہ کے ساتھ تم کسی کو مت شریک ٹھہراؤ۔ جب نو نشانیوں کا بیان سن کر دونوں شخصوں نے آنحضرتﷺ کے ہاتھ اور پاؤں مبارک کو بوسہ دیا۔ روایت ہے: "کہا راوی نے کہ انہوں نے آنحضرتﷺ کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں چومے اور کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپﷺ نبی ہیں۔"(۱۷)

اس طرح حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ اپنے پیر کی قدمبوسی کو شرعاً جائز قرار دیتے ہیں۔ لیکن ان کے اس ملفوظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قدم بوسی نہ سجدہ ہے اور نہ سجدے سے مشابہ یہ تو صرف جوش جذبات اور عقیدت مندی کی انتہا ہے کہ کوئی شخص احترام سے اور پیار سے اپنے پیر کی قدم بوسی کرے جو ہرگز ہرگز سجدہ نہیں ورنہ تمام اولیاء کرام نے صرف اسی بات کی تلقین کی ہے کہ عبادت کی مستحق صرف اللہ کی ذات ہے اور تمام عظمت اور کبریائی صرف اسی ذات پاک کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا معبود ہے۔

معرفت اور عبادت لازم وملزوم ہیں:

حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ کے ملفوظات میں ہے کہ: "تارکان عبادت کی خدمت کا موضوع چھڑا۔ بندہ نے عرض کیا۔ بعض جاہل لوگ عبادات خصوصاً نماز، روزہ سے محروم رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اہل عرفان کو عبادت سے کیا کام، معرفت ایک الگ چیز ہے اور عبادت ایک الگ کام ہے۔ خواجہ شمس العارفینؒ نے فرمایا۔ وہ عقل کے اندھے یہ نہیں دیکھتے کہ اول سے آخر تک تمام انبیاء اوراولیاء وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات: ۵۶) کے فرمان کے تحت عبادت میں مشغول رہے ہیں اور اللہ کے تمام نیک بندے، رسولﷺ کی اطاعت سے بامر قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران: ۳۱) بال بھر بھی ادھر نہ ہوئے حتیٰ کہ اسی روش پر چلتے چلے وہ منزل مقصود کو پہنچے۔"(۱۸)

آپﷺ کے اس ملفوظ سے توحید فی العبادات کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے کہ کوئی عارف چاہے عرفان کی جتنی بلندی پر بھی ہو عبادت سے مستثنیٰ نہیں کیونکہ یہ تو رسول اللہﷺ کو بھی معاف نہ تھی لہٰذا مکمل اطاعت یہی ہے کہ اس کی عبدیت میں کوئی کمی نہ آئے۔

اللہ کی عبادت ہمہ وقت ہونی چاہیے:

اللہ کے ذکر کا مقصود چونکہ اللہ کی رضا بتایا گیا ہے اور عبادت کی تعریف کے لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو وہ بات یا وہ کام جس سے اللہ کی رضا حاصل ہو عبادت کے زمرے میں آتی ہے۔ اسی طرح حضرت مولانا حافظ غلام حبیب صاحب نقش بندی مجددیؒ اپنے ملفوظات کے اندر فرماتے ہیں کہ: "عبادت اللہ کی ہر وقت ہونی چاہیے۔ یہ نہیں کہ صرف پانچ وقت کا انتظار ہو۔ اللہ والوں کی صفات یہ ہیں کہ وہ ہمہ وقت اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰي جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ" (آل عمران ۱۹۱) (جن کی یہ حالت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں، کھڑے بھی، بیٹھے بھی اور آسمانوں اور زمینوں کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار آپ نے اس کو لایعنی پیدا نہیں کیا، ہم آپ کو منزہ سمجھتے ہیں سو ہم کو عذابِ دوزخ سے بچا لیجئے۔) فرمایا اللہ تعالیٰ بندہ سے قلب سلیم لینا چاہتا ہے، جو قلب تمام امراض باطنیہ سے پاک ہو، شرک و بدعات، بغض و حسد وغیرہ سے بالکل صاف ہو۔"(۱۹)

قلب صرف ایک ہوتا ہے نہ کہ دو لہٰذا اس ایک قلب میں صرف ایک اللہ کی یاد ہونی چاہیے۔ آپؒ مزید فرماتے ہیں کہ: ”اللہ کی عبادت یہ ہے کہ ہر وقت ہر آن رجوع الی اللہ اور انابت الی اللہ کی کیفیت رہے، ذکر اللہ جو کسی بھی وقت انسان سے منقطع نہ ہو، انابت ہے، یہاں تک کہ بول و براز کے وقت بھی توجہ اللہ کی طرف ہونی چاہیے۔ اللہ والے ہر وقت ذکر میں لگے رہتے ہیں اور ان کا قلب ہمہ وقت اللہ کے گھر کے ساتھ لگا ہوا ہوتا ہے۔“(۲۰) آپؒ کے اس ملفوظ کے مطابق ہر وقت اللہ کے ذکر میں لگا رہنا ہی عبادت ہے۔ یعنی کوئی بھی کام کر رہے ہوں اسے رضا الٰہی کے لیے کرنا اور ہمہ وقت اس کو یاد کرنا بھی عبادت ہے۔ اس ملفوظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ عبادت اللہ تعالیٰ کے سامنے انتہائی عاجزی کا نام ہے۔ عبادت میں فرض عبادات ہی شامل نہیں بلکہ اللہ کی بندگی، اس کی رضا میں راضی رہنا، صبر کرنا، اس رب پر یقین اور توکل کرنا، کسی کی غیبت نہ کرنا، ہر حال میں اللہ کی طرف توجہ رکھنا۔ یہ سب عبادات کے زمرے میں آتی ہیں۔

حقیقی مستجاب الدعوات صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ“(۲۱) (اور (اے پیغمبر) جب تم سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں تو (کہہ دو کہ) میں تو (تمہارے) پاس ہوں جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں تو ان کو چاہیئے کہ میرے حکموں کو مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ نیک رستہ پائیں۔)

مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں: ”حق تعالیٰ سے بالحاح وزاری دعا مانگا کیجیے کہ مجھے آفات سے محفوظ رکھیے۔ دعا سے یقیناً اثر ہوتا ہے۔ ہر مشکل میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔“(۲۲) حضرت سلیمان تونسویؒ کے ملفوظات میں ہے کہ ”اگر درویش کو کشفی طور پر معلوم ہو جائے کہ حق تعالیٰ کی مرضی فلاں کام کے پورا نہ ہونے میں ہے پھر بھی اسی کے لیے ہمیشہ دعا کرتا رہے کیوں کہ بندہ کے لائق بندگی ہی ہے اور فقر کا کمال بھی عبودیت و عجز ہی میں ہے۔ نیز اس کے حکم کی تعمیل بھی اسی میں ہے کیوں کہ اس نے دعا کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ ”ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ“ (تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔) نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ ہمیشہ حق تعالیٰ کی جناب میں خشوع خضوع کرتا رہے اور اس کی جناب میں گریہ زاری کرکے اپنا مقصود دلی طلب کرے تاکہ اس پر رحمت کے دروازے کھولے جائیں۔“(۲۳) آپؒ مزید فرماتے ہیں کہ ”سالک کو چاہیے کہ ہمیشہ مخلوق خدا کے واسطے دعا کرتا رہے اور لوگوں پر شفیق بن کر رہے اور حق تعالیٰ کی جناب میں عجز و نیاز کرتا رہے کیوں کہ دوسرے کے حق میں دعا جلدی قبول ہوتی ہے۔“(۲۴)

یہاں ایک بات کی وضاحت ضروری ہے کہ اگر کوئی بندہ مومن اللہ تعالیٰ کو مستعان و مجیب حقیقی مان کر انبیاءؑ سے استغاثہ کرے۔ کسی سے مدد طلب کرے اور دعا کے لیے کسی نیک صالح بندے کے پاس جائے تو یہ ہرگز شرک نہیں ہاں اگر وہ یہ عقیدہ رکھے کہ مخلوق بھی اللہ رب العزت کے اذن کے بغیر مستقل، بنفسہ نفع و ضرر کی مالک ہے تو یہ عقیدہ یقیناً شرک ہے۔ لہٰذا یہ واضح ہے کہ من دون اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کے دشمن (اصنام، بت اور طواغید وغیرہ) ہیں جن کو مشرکین عرب اپنا حاجت روا اور نجات دہندہ سمجھتے تھے۔ اس لیے غیر اللہ کو حقیقتاً حاجت روا سمجھ کر ان سے دعا کرنا شرک ہے۔

قرآن و حدیث کی رو سے ایک مسلمان اپنے کسی دوسرے مسلمان بھائی کے لیے مجازاً حاجت روا اور مشکل کشا ہو سکتا ہے۔ مجازی اور عرفی معنی میں ایسا کہہ دینا شرک نہیں کیونکہ حقیقی حاجت روا کارساز تو اللہ تعالیٰ ہی کو مانا جاتا ہے مگر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی بارگاہ میں انبیاء و صلحا کے

وسیلے سے دعا کرنا مسنون ہے جس کا حکم خود قرآن نے ان الفاظ میں دیا ہے: ''وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ ''[۲۵] (اور اس (کے حضور) تک (تقرب اور رسائی کا) وسیلہ تلاش کرو۔) اسی بات کی تلقین اولیائے کرام نے اپنے ملفوظات کے اندر کی ہے کہ دعا صرف اللہ تعالیٰ سے کرنی چاہیے اور انتہائی عاجزی سے کرنی چاہیے کیونکہ وہ اس بات کا حق دار ہے کہ بندہ مومن اس کے آگے عاجز ہو اور دوسری بات یہ کہ غیر اللہ سے دعا کرنا یقیناً ناجائز ہے البتہ اللہ تعالیٰ کو حقیقی حاجت روا سمجھ کر انبیاء اور صالحین و اولیائے کرام کے وسیلے سے دعا مانگی جا سکتی ہے۔

نذر و نیاز اور منت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہونی چاہیے:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ''[۲۶] (اس نے تم پر مرا ہوا جانور اور لہو اور سور کا گوشت اور جس چیز پر خدا کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے حرام کر دیا ہے ہاں جو ناچار ہو جائے (بشرطیکہ) خدا کی نافرمانی نہ کرے اور حد (ضرورت) سے باہر نہ نکل جائے اس پر کچھ گناہ نہیں۔ بے شک خدا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔)

مالی عبادات میں جس میں صدقہ، زکوٰۃ، ہدیہ اور نذرانہ جیسی عبادات شامل ہیں تو ان کے بارے میں صحیح اور درست عقیدہ یہ ہے کہ یہ عبادت بھی خالصتاً اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور صرف اسی کے لیے جائز ہے۔ عرف عام میں اولیاء اللہ کے لیے نذر کا لفظ استعمال کیے جانے پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ ناجائز ہے۔ اس حوالے سے یہ واضح کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد ان کے نام پر ہدیہ اور تحفہ پیش کرنا ہے جو کہ عبادت نہیں ہے۔ بعض لوگ نذر اور ایصال ثواب کو آپس میں خلط ملط کرتے ہیں اور پھر ایصالِ ثواب کے جائز طریقوں کو بھی شرک اور ناجائز کہنے لگتے ہیں۔ یہ تصورات درست نہیں۔ ایصالِ ثواب ثابت شدہ شرعی طریقہ ہے کوئی چیز محض کسی بزرگ کی طرف منسوب کرنے سے حرام نہیں ہوتی۔ جیسے بعض لوگ غلط فہمی کی بنا پر مااھل بہ لغیر اللہ سے تعبیر کر کے اس کا غلط اطلاق دوسری چیزوں پر کرتے ہیں۔ اہلال کا معنی ''منسوب کرنا'' کسی طرح بھی ثابت نہیں۔ شرعی نذر اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے اور یہ شامل عبادت ہوتی ہے۔ جب کہ اس کی نسبت اہل اللہ کی طرف کر دی جاتی ہے۔ آپ منت مان کر کھانا پکائیں یا کچھ اور کریں وہ اللہ ہی کی نذر ہو گی۔ جب کہ اس کا ایصالِ ثواب حضور نبی اکرم ﷺ یا کسی بزرگ کی طرف منسوب کرنا جائز ہے۔ یہ عمل شرک تب ہو گا جب یہ کسی غیر کی خوشنودی کے لیے نذر مانی جائے۔

اولیاء کرام کے ملفوظات سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نذر بطور عبادت صرف اللہ کے لیے جائز ہے جب کہ نذر بطور ہدیہ، نذرانہ اور ایصال ثواب، انبیاء اور اولیاء کے لیے جائز ہے۔ پیر سید جماعت علی شاہ اپنے ملفوظات میں اس پر مسئلہ بیان فرماتے ہیں: ''پنجاب میں ایک دن گھوڑے پر سوار کسی گاؤں میں جا رہا تھا۔ راستہ میں کھیت تھے۔ ایک زمیندار نے کھیت میں سے آ کر میرا گھوڑا روک کر کہا کہ مسئلہ سمجھاؤ۔ میں نے کہا کہ پوچھ لو۔ کہنے لگا رات ہمارے گاؤں میں ایک مولوی آیا اس نے ساری رات ہماری نیند خراب کی اور یہی کہتا رہا کہ جس چیز پر غیر اللہ کا نام آئے وہ حرام ہو جاتی ہے۔ کیا یہ سچ ہے؟ میں نے کہا یہ کھیت کس کا ہے جس پر تم اور میں کھڑے ہیں۔ کہنے لگا میرا ہے۔ اس کے ساتھ ایک بچہ بھی تھا۔ میں نے دریافت کیا یہ بچہ کس کا ہے؟ کہنے لگا میرا ہے۔ اس کے کے ساتھ بیل بھی تھے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کس کے ہیں۔ جوب دیا کہ میرے ہیں۔ اس پر میں نے کہا کہ مولوی کے کہنے کے مطابق تیرا کھیت تجھ پر حرام ہو گیا اور تیرا بچہ بھی حرام کا ہوا اور تیرے بیل بھی تیرے لیے حرام ہو گئے۔ اس وجہ سے کہ ان پر تیرا نام ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا میں نے مسئلہ سمجھ لیا۔ میں نے اس سے کہا کہ اس سے آگے بھی سمجھ لے۔ اس مولوی

سے میری طرف سے پوچھو کہ اس کی ماں پر کس کا نام پکارا جاتا تھا۔ رب کی بیوی پکاری جاتی تھی یا اس کے باپ کی۔ یاد رکھو کہ کوئی چیز کسی انسان پر حلال نہیں ہو سکتی۔ مسجدوں پر غیر اللہ کا نام پکارا جاتا ہے۔ مثلاً ٹیپو خان کی مسجد پھر اس میں غیر اللہ کے نام کے بعد نماز کس طرح ادا کی جاتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے زمین کو بھی کسی نہ کسی کی ملکیت قرار دیا ہے۔ قرآن شریف "اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہِ یُوْرِثُھَا مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ" (الاعراف: ۱۲۸) یعنی زمین تو ہماری ہے جس کو چاہیں ہم اس کا وارث بنا دیتے ہیں ورنہ اگر اللہ کی زمین کہی جائے تو اس کا استعمال کسی کے لیے جائز نہیں ہوتا اگر کہا جائے یہ فلاں کی زمین ہے اور فلاں کا باغ ہے اور فلاں کا گھر ہے تو اس میں غیر اللہ کا نام آجانے سے اس نام نام والے کو اور دوسرے لوگوں کو اس کی اجازت سے استعمال جائز ہو۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے ستر جگہ اپنے نام کے ساتھ رسولِ پاکؐ کا ذکر فرمایا ہے۔ تین چار جگہ تو میں بتا دیتا ہوں۔ "فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ" (البقرہ: ۲۷۹) ایسی صورت میں ان لوگوں کے عقیدہ کے مطابق اللہ کے نام کے ساتھ کسی کا نام آجائے تو وہ شرک ہو جاتا ہے۔ سارا قرآن شریف شرک سے بھرا ہوا ہے۔ نعوذ باللہ۔"(۲۷)

آپؒ کے مندرجہ بالا ملفوظ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کسی چیز پر اللہ تعالیٰ کا نام لینے سے اور اس کا ثواب کسی انسان کو پہنچانے میں شرک نہیں ہے۔ نذر میں شرک تب ہو گا جب اس کا حق باری تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے لیے ثابت کیا جائے جیسا کہ کفار و مشرکین اپنے بتوں اور معبودانِ باطلہ کے لیے اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اپنے کھیتوں اور فصلوں کی پیداوار کا حصہ اسی طرح مقرر کرتے تھے۔ نذر و نیاز کی حقیقت کے بارے میں قرآن کہتا ہے: "لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَآؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ"(۲۸) صدقہ، نذرانہ یا ہدیہ کے اندر تقویٰ اور اخلاص کی نیت مضمر ہوتی ہے اور وہی اس کی روح ہے۔ حدیثِ مبارکہ میں ہے کہ حضور نبی اکرمؐ نے حضرت سعدؓ کو ان کی ماں کی طرف سے صدقہ کے لیے کنواں کھدوانے کو کہا۔ حدیثِ مبارکہ کے الفاظ اس طرح ہیں: "عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَۃَؓ اَنَّہٗ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَۃِ أَفْضَلُ؟ قَالَ اَلْمَاءُ قَالَ: فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ۔: ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ"(۲۹) (حضرت سعد بن عبادہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور نبی اکرمؐ کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہؐ ام سعد کا انتقال ہو گیا ہے۔ (ان کے ایصالِ ثواب کے لیے) کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا: پانی (پلانا) تو انہوں نے ایک کنواں کھدوا دیا اور کہا: یہ ام سعد کا کنواں ہے۔) مندرجہ بالا حدیث سے ثابت ہوا کہ کسی نیک عمل کو ایصالِ ثواب کے لیے غیر اللہ یعنی انسانوں کے لیے منسوب کیا جا سکتا ہے اور انبیاء اولیا کا تقرب حاصل کرنے کے لے بھی کسی تحفہ یا ہدیہ کو پیش کرنا شرک نہیں ہے کیونکہ قرآن کریم میں ہے: "قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی"(۳۰) اس لیے ماننا پڑے گا کہ مطلقاً تقرب الی الغیر شرک نہیں بلکہ ایسا تقرب شرک ہے جو بطور عبادت ہو۔ اس کے برعکس کوئی ادنیٰ مومن بھی انبیاء اور اولیاء کو معبود سمجھتے ہوئے وسیلہ اور ذریعہ نہیں بناتا۔ حضور نبی اکرمؐ کا ادنیٰ ترین غلام بھی آپؐ کے عبد اور عابد ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے نہ کہ معبود ہونے کا۔ یہی وہ بنیادی عقیدہ ہے جو ایک مومن و کافر، توحید پرست و بت پرست اور مدحہ و مشرک کے درمیان واضح حد فاصل قائم کرتا ہے۔

خلاصہ بحث: مندرجہ بالا تمام تفصیل کا حاصل بحث یہ ہے کہ اولیائے کرام کے ملفوظات کے اندر توحید فی العبادات کے مباحث قرآن و سنت کے عین موافق ہیں۔ ان میں کسی قسم کا کوئی شرک ظاہر نہیں ہوتا بلکہ اولیاء کرام نے اپنے ملفوظات میں کسی بھی مسلک سے بالاتر ہو کر خالص

علمی اور عملی سطح پر صرف ذکر اللہ اور اللہ کی عبادت کو ہی زندگی کا اصل مقصد قرار دیا ہے۔ ان کے مطابق اللہ کی عبادت اپنے کسی دنیاوی مطلب کے حصول کے لیے نہیں کرنی چاہیے بلکہ اس کی شان علو اس بات کی مستحق ہے کہ صرف اسی کی عبادت کی جائے۔ ان کے مطابق بندہ مومن کو چاہیے کہ ہر مقام پر اور ہر وقت اللہ کی ہی عبادت کی جائے۔ ملفوظات کو پڑھنے سے جہاں یہ بات سامنے آئی ہے کہ اولیائے کرام نے سجدہ عبادت کی تلقین صرف اللہ کے لیے کی ہے وہاں عوام الناس کی اس غلط فہمی کا بھی ازالہ ہوتا ہے کہ اولیائے کرام صرف صالحین کی زیارت کو کافی نہیں سمجھتے بلکہ وہ اللہ کی رضا کے لیے صرف اسی کی عبادت کو مقدم جانتے ہیں۔ ہر قسم کی دعائیں اور مناجات صرف اللہ رب العزت کے حضور کرنی چاہئیں۔ البتہ اللہ کو اپنا حقیقی حاجت روا سمجھ کر محض استعانت و استغاثہ کی صورت میں نبی یا ولی کے توسل سے جو دعا مانگی جاتی ہے وہ شرعاً بالکل جائز ہے۔ مالی عبادات بھی خالصتاً اللہ تعالیٰ کا حق ہیں البتہ نذر بطور ہدیہ، نذرانہ اور ایصال ثواب انبیاء، اولیاء اور صالحین کے لیے جائز ہے۔

حوالہ جات:

۱۔ الفاتحہ: ۵۔۶
۲۔ الطحاوی، امام ابو جعفر الوراق، العقیدۃ الطحاویہ: ۹، مترجم: محمد حنیف عبدالمجید، کراچی: دارالھدیٰ، س ن
۳۔ طٰہٰ: ۸
۴۔ الاعراف: ۵۹
۵۔ الانعام: ۱۶۲۔۱۶۳
۶۔ پیر سید غلام معین الدین شاہؒ، پیر شاہ عبدالحقؒ، ملفوظات مہریہ (ملفوظات پیر مہر علی شاہ): ۵۹، اسلام آباد: پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز، بار چہارم، ۱۹۹۷ء
۷۔ غریب نواز اجمیری، خواجہ، انیس الارواح (ملفوظات حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ): ۱۰، مترجم: عنصر انصاری، لاہور: شبیر برادرز، س ن
۸۔ صٓ: ۵
۹۔ الذاریات: ۵۶
۱۰۔ امام مسلم، ابی حسین مسلم بن حجاج بن مسلم القشیری نیشاپوری، صحیح مسلم: ۳۰، کتاب الایمان، الریاض: دارالسلام للنشر والتوزیع، س ن
۱۱۔ حضرت شیخ رکن الدین، لطائف قدوسی (ملفوظات حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی): ۲۱، دہلی: مطبع مجتبائے، ۱۳۱۱ھ، لطیفہ نمبر ۷
۱۲۔ حضرت امیر خسروؒ، افضل الفوائد (ملفوظات حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء): ۱۰۷، دہلی: مطبع رضوی، س ن
۱۳۔ حم السجدہ: ۳۷
۱۴۔ خواجہ غریب نواز اجمیری، انیس الارواح، (ملفوظات خواجہ عثمان ہارونیؒ): ۱۳
۱۵۔ حضرت محب اللہ، مفتاح العاشقین، (ملفوظات حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلویؒ): ۹۔۱۰، دہلی: مطبع مجتبائے، ۱۳۰۹ھ
۱۶۔ مولانا خواجہ محبوب عالمؒ، ذکر خیر المعرف بہ صحیفہ محبوب (ملفوظات حضرت خواجہ توکل شاہ انبالویؒ): ۱۶۸، لاہور: زاویہ پبلشرز، بار اوّل، ۲۰۱۲ء
۱۷۔ سید محمد سعید، مرآۃ العاشقین، (ملفوظات حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ): ۲۳۷، لاہور: تصوف فاؤنڈیشن، ۲۰۱۱ء
۱۸۔ سید محمد سعید، مرآۃ العاشقین، (ملفوظات حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ): ۱۱۷، لاہور: تصوف فاؤنڈیشن، ۲۰۱۱ء
۱۹۔ مولانا احمد علی پنجگوریؒ، مجالس حبیب (ملفوظات حضرت مولانا غلام حبیب صاحب نقش بندی مجددی): ۵۲۔۵۳، گجرات (انڈیا): ادارہ فیضان الٰہی عالی پور، جلد اوّل، ۱۴۳۵ھ

۲۰۔ مولانا احمد علی پنجگوریؒ، مجالس حبیب (ملفوظات حضرت مولانا غلام حبیب صاحب نقش بندی مجددی) : ۱۵۶، گجرات (انڈیا) : ادارہ فیضان الٰہی عالی پور، جلد اوّل، ۱۴۳۵ھ
۲۱۔ البقرہ: ۱۸۶
۲۲۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، ملفوظات و کمالاتِ اشرفیہ: ۶۷، کراچی: مکتبہ تھانوی، س ن
۲۳۔ خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ، نافع السالکین: ۸۸۔۸۹، مترجم: صاحبزادہ محمد حسین للہی، لاہور: شعاعِ ادب، س ن
۲۴۔ خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ، نافع السالکین: ۱۰۲، مترجم: صاحبزادہ محمد حسین للہی، لاہور: شعاعِ ادب، س ن
۲۵۔ المائدہ: ۳۵
۲۶۔ البقرہ: ۱۷۳
۲۷۔ محمد افضل حسین شاہ، ملفوظات امیر ملت (ملفوظات پیر سید جماعت علی شاہ) : ۱۳۶۔۱۳۸، ڈسکہ: انجمن خدام الصوفیہ، س ن
۲۸۔ الحج: ۳۷
۲۹۔ ابوداؤد، السنن: ۱۶۸۱، کتاب الزکاۃ، باب فی فضل سقی الماء، ریاض: مکتبہ دارالسلام، س ن
۳۰۔ الشوریٰ: ۲۳

References

1. Al-Fatiha: 5-6
2. Al-Tahavi, Imam Abu Jafar Al Wiraq, Al-Aqeeda Al-Tahavia: 9, Translator: Muhammad Hanif Abdul Majeed, Karachi: Darul Huda
3. Taha: 8
4. Al-Aaraf: 59
5. Al-Inam: 162-163
6. Pir Syed Ghulam Moeen ud Din Shah, Pir Shah Abdul Haq, Malfoozat Mehriya (Malfoozat Pir Meher Ali Shah): 59, Islamabad: Pakistan International Printers, 4th Edition, 1997
7. Ghareeb Nawaz Ajmeri, Khawaja, Anees ul Arwah (Malfozat Hazrat Khawaja Usman Harooni): 10, Translator: Ansar Ansari, Lahore: Shabir Brothers
8. Saad: 5
9. Al-Zariyat: 56
10. Imam Muslim, Abi Hussain Muslim Bin Hajaj Bin Muslim Al Qusheri Nishapori, Sahih Muslim: 30, Kitab ul Iman, Al- Riyadh: Dara us Salam Lil Nashar Wa Altoze
11. Hazrat Shah Rukn ud Din, Lataif Qudosi (Malfozat Hazrat Sheikh Abdul Qadus Gangohi): 21, Dehli, Matba Mujtabai, Latifa No 7, 1311
12. Hazrat Ameer Khusro, Afzal ul Fawaid (Malfozat Hazrat Khawaja Nizam ud Din Oliya): 107, Dehli: Matba Rizvi
13. Al-Sajda: 37
14. Khawaja Ghareeb Nawaz Ajmeri, Anis ul Arwah (Malfozat Hazrat Khawaja Usman Harooni): 13
15. Hazrat Muhib Ullah, Maftaha ul Ashiqeen (Malfozat Hazrat Khawaja Naser ud Din Chiragh Dahalvi): 9-10, Dehli: Matba Mujtabay, 1309
16. Maulana Khawaja Mahboob Alam, Zikr Khair al Maraf Ba Sahifa Mahboob (Malfozat Hazrat Khawaja Tawakal Shah Anbalvi): 168, Lahore: Zaviya Publishers, 1st Edition, 2012

17. Syed Muhammad Saeed, Maratul Ashiqeen (Malfozat Hazrat Khawaja Shamas ud Din Siyalvi): 237, Lahore: Taswauf Foundation, 2011
18. Syed Muhammad Saeed, Maratul Ashiqeen (Malfozat Hazrat Khawaja Shamas ud Din Siyalvi): 117, Lahore: Taswauf Foundation, 2011
19. Maulana Ahmad Ali Panjgori, Majalis Habib (Malfozat Hazrat Maulana Ghulam Habib Naqshbandi Majaddi): 52-53, Gujrat (India): Idara Faizan Ilahi Ali Pur, 1st Edition, 1435
20. Maulana Ahmad Ali Panjgori, Majalis Habib (Malfozat Hazrat Maulana Ghulam Habib Naqshbandi Majaddi): 156, Gujrat (India): Idara Faizan Ilahi Ali Pur, 1st Edition, 1435
21. Al-Baqarah: 186
22. Hazrat Maulana Ashraf Ali Thanvi, Malfozat-o-Kamalat-e-Ashrfya: 67, Karachi: Maktaba Thanvi
23. Khawaja Muhamma Suleman Tonsvi, Nafa-ul-Salikeen: 88-89, Translator: Sahibzada Muhammad Hussain Lilhi, Lahore: Shua-e-Adab
24. Khawaja Muhamma Suleman Tonsvi, Nafa-ul-Salikeen: 102, Translator: Sahibzada Muhammad Hussain Lilhi, Lahore: Shua-e-Adab
25. Almaida: 35
26. Al-Baqarah: 173
27. Muhammad Afzal Hussain Shah, Malfozat Amir Millat (Malfozat Pir Syed Jamat Ali Shah): 136-138, Daska: Anjuman Khadam ul Sufiya
28. Al-Hajj: 37
29. Abu Daud, Alsunan: 1681, Kitab ul Zakat, Bab fi Fazal Saqi ul Maa, Riyadh: Maktaba Daraul Salam
30. Al-Shura: 23

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.